شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

نوحہ

۳۔جولائی ......یومِ دہائی ......صبح سویرے ......ویرانی کے ڈیرے ......اداس چہرے ......شدید گولہ باری......اللہ کے گھر کی تباہی......چھلنی دیواریں......خونیں فرش......زوردار دھماکے......جھلسے دروازے......آتش و آہن ......آگ ہی آگ......لپکتے ہوئے شعلے......اڑتے ہوئے لاشے......خون کی بارش......بچوں کی کراہٹ......المناک صدائیں......شرر بار ہوائیں......دیواروں کے اوپر......گوشت کے لوتھڑے......بارود کی بُو......ہر سو لہو......ظلم وشقاوت ......وحشت ، بربریت......پلاسٹک کی گڑیاں......بچوں کے جوتے......ٹوٹی ہوئی چوڑیاں......کنگھیاں ، پِن ...... جلے ہوئے دوپٹے......خون آلود برقعے......قلم کتاب......پنسل کا پیاں......امتحانی پرچے......بیگ ، برتن ......روٹیوں کے ٹکڑے ......ننھی سی بچی......ثمرہ کی نوٹ بک ......غمزدہ مائیں ......نڈھال باپ......عورتوں کی آہیں......کرب کا احساس......آنسو ہی آنسو......دکھ کی بُو باس......گندا نالہ......قرآن پاک......احادیثِ مبارکہ......شہید نسخے......مذہبی کتابیں ......خون آلود اوراق ......کٹے پھٹے اعضاء ......ہاتھ پاؤں کی انگلیاں......بالوں سمیت 'کھوپڑی کے ٹکڑے......ستم بروں کے خونیں دستانے......!

آب پارہ کے پہاڑ گریہ کناں تھے کہ قحبہ خانہ نہیں' کعبۃ اللہ کی بیٹی تاراج کر دی گئی۔ شعلوں کی بدمست زبانیں کئی طالبات کو چاٹ گئیں ۔سینکڑوں معصوم بچوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ کاکل گیتی کو الجھایا گیا۔ سویرا' کالی رات میں تبدیل کر دیا گیا۔ وہ طالبات جن کے سینے قرآن سے آباد تھے۔ ظلم کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بھسم کر دی گئیں، کتنی جانیں سطوتِ شاہی کی نذر ہو گئیں۔

کیا یہ انسانی جانوں کے ضیاع کا مسئلہ نہ تھا؟ ہیومن رائٹس ایسوسی ایشن ،عورت فاؤنڈیشن ،اپواء، علماء، سیاسی جماعتیں، سب لگیئے، تب لیغیے ، دکھی انسانیت کے نام پر کروڑوں روپے ہڑپ کر جانے والی این جی اوز کی '' بیگماتِ اودھ'' انسانی حقوق کے موضوع پر بڑے بڑے لیکچر دینے والے جغادری، شرعی گدھ، سیاسی لٹیرے، بڑے بڑے پُر پیچ عماموں والے مذہبی وڈیرے کہاں رہ گئے تھے؟ یہ سب لوگ ظلم کے تماشائی بنے رہے۔ دامنِ فرماں روائی، خونِ ناحق سے دھویا گیا۔ پان کے بادشاہ اور اینٹ کی بیگی نے خوشی منائی۔ خدا کے خوف کو آگ دکھائی...... ہر ایک کا چہرہ سہا ہوا تھا۔ نیکی پر معصیت غرا رہی تھی...... کعبۃ اللہ کی بیٹی کی تقدیس کراہ رہی تھی اور عام تھی چاروں طرف ذریتِ ابن زیاد......کئی مال زادے اپنا اپنا منفی کردار ادا کرتے پھر رہے تھے......اور پاکستان کے کوفہ میں کوئی بھی دربانِ حسینؓ نہ تھا۔ یتیم اور لاوارث بچوں کا خون کس قدر ارزاں تھا...... نہ کوئی چیخ اٹھی...... نہ نوحہ ہوا...... صفِ ماتم بچھی ، نہ جنازہ اٹھا...... جلی ہوئی لاشوں کی راکھ، مارگلہ کی ہوا اڑا لے گئی اور دس جولائی ۲۰۰۷ء کی شام' جب ہمارے ''بہادر سپاہی'' لال مسجد اور جامعہ حفصہ کو ''فتح'' کر کے نکلے تو اُن کے ہاتھوں سے کئی بے گناہ بچوں کا خون ٹپک رہا تھا۔